محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عن المقداد بن معد یکرب قال قال رسول اللہ ﷺ ما اکل احد طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدیہ وان بنی اللہ داؤد علیہ السلام کان یا کل من عمل یدیہ۔ (صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب کسب الرجل و عملہ بیدہ)

حضرت مقداد بن معد یکربؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی شخص کا بہترین رزق اس کے اپنے ہاتھوں کی محنت سے کمایا ہوا رزق ہے۔ بے شک اللہ کے پیغمبر داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھوں کی محنت سے روزی کماتے تھے۔

اس حدیث کو انسان کے عمل و حرکت، جدوجہد اور سعی و کوشش کے سلسلے میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں ہر شخص کو اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی تاکید کی گئی ہے اور کسبِ مال و طلبِ رزق کے لیے تگ و دو کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

اسلام لوگوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ بے کار نہ رہو اور کسی پر بوجھ نہ بنو، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے رہنا اور دوسرے سے توقع رکھنا کہ وہ اسے کچھ دے اور اس کی مالی مدد کرے، اسلام کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے۔ اس سے انسانی شرف مجروح ہوتا ہے اور خودداریٔ نفس کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ وہ رزق جو انسان خود کما کر نہیں کھاتا اور محنت اور مشقت سے حاصل نہیں کرتا، وہ انسان کو ناکارہ بنا دیتا ہے اور اس کی تگ و تازِ فکر و عمل کو ختم کر کے رکھ دیتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے دوسرے کے آگے ہاتھ پھیلانے اور مانگنے سے سخت الفاظ میں منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تم گھوڑے پر سوار ہو اور ہاتھ سے چابک گر جائے، تب بھی کسی سے یہ نہ کہو کہ وہ زمین سے چابک اُٹھا کر تمہارے ہاتھ میں تھما دے۔

اس حدیث کا مطلب درحقیقت کسی کے آگے دستِ سوال دراز کرنے اور کسی کا محتاج ہونے سے روکنا ہے۔ احتیاج اور سوال وہ فعل ہے جو انسان میں بُزدلی اور جُبن کے جراثیم پیدا کرتا ہے، سخاوت اور علوہمت کو ختم کرنے کا باعث بنتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے ان کو محنت مزدوری سے رزق حاصل کرنے کا حکم دیا، حالاں کہ مدینے کے لوگ نہایت نرم خو اور رحم دل تھے اور مہاجرین کی ہر قسم کی مدد کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے تھے، لیکن نبی ﷺ نے مہاجرین مکہ کو انصار مدینہ کی امداد پر انحصار کرنے کی اجازت نہیں دی، خود مہاجرین نے بھی اس کو پسند نہیں کیا اور انصار مدینہ کی مخلصانہ پیش کش کو قبول کرنا خودداریٔ نفس کے منافی قرار دیا۔ اپنا کام آپ کرنا اور اپنے ہاتھ سے کما کر روزی حاصل کرنا ہی ان کے نزدیک ضروری ٹھہرا۔

جو لوگ دوسروں کے دستِ نگر ہوتے ہیں اور حصولِ رزق کے ایسے ذرائع تلاش کرتے ہیں جن میں محنت و مشقت نہ کرنا پڑے، ان کو معاشرے میں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔ ہر شخص ان کی تحقیر کرتا اور ان سے دُور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ عزت و احترام کا مستحق اسی شخص کو سمجھا جاتا ہے جو حصولِ رزق کے لیے محنت کرتا ہے اور کسبِ حلال سے اپنا اور اپنے اہل و عیال کا پیٹ پالتا ہے۔

اس سلسلے میں ہادی برحق ﷺ کا یہ فرمان کس درجے رفعت و عظمت کا حامل ہے۔

الید العلیا خیر من الید السفلی۔

اُونچا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے کہیں بہتر ہے۔

ہاتھ کی اُونچائی اور بلندی خیر و برکت کا بہترین پیمانہ ہے۔ اُونچے ہاتھ سے صدورِ خیرات کا تسلسل جاری رہتا ہے، لہذا وہ ہاتھ اس ہاتھ سے بہر حال بہتر ہے، جس میں خیرات کا مال گرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کے ان الفاظ میں فلسفہ یہ پنہاں ہے کہ سوال کرنے والا اور محنت سے جی چرانے والا شخص ذہنی اور نفسیاتی اعتبار سے اپنے آپ کو حقیر اور کمزور سمجھنے لگتا ہے۔ اس کے برعکس مشقت سے کمانے اور اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کرنے والا شخص معاشرے میں گردن اُونچی کرکے چلتا ہے اور اسے ہر حلقے میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

اس حدیث میں حضرت داوٗد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے محنت کرکے روزی کماتے تھے۔

صحیح بخاری کے نامور شارح شیخ بدرالدین عینی اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت داوٗد علیہ السلام دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! ایسی صورت پیدا فرما دے کہ میرے لیے اپنے ہاتھ سے کمائی کرنا آسان ہو جائے۔ میں اپنی معاشی ضروریات کا بوجھ بیت المال پر نہیں ڈالنا چاہتا۔ چنانچہ ان کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح شرفِ قبول بخشا کہ ان کے ہاتھ میں لوہے اور فولاد کو موم کی مانند نرم کر دیا گیا۔ جب وہ زرہ بناتے تو لوہے کو جس طرح چاہتے کام میں لاتے، وہ ان کے ہاتھ کی گرفت میں آ کر آسانی سے ہر قسم کے سانچے میں ڈھل جاتا تھا۔

حضرت داوٗد علیہ السلام دنیا کے پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایسی زرہیں ایجاد کیں جو باریک اور نرم زنجیروں کے حلقوں سے بنائی جاتی تھیں اور ہلکی پھلکی ہونے کی وجہ سے میدانِ جنگ میں سپاہی انہیں پہن کر آسانی سے نقل و حرکت کر سکتے تھے۔ دشمن کے وار سے محفوظ رہنے کا وہ بہترین ذریعہ تھیں۔

صحیح بخاری کے ایک اور ممتاز شارح حافظ ابن حجر فتح الباری میں اس حدیث کی شرح کے ضمن میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین کو اگرچہ بیت المال سے بقدرِ ضرورت وظیفہ لینا جائز ہے، تاہم افضلیت اس میں ہے کہ وہ بیت المال پر اپنا معاشی بار نہ ڈالے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے وفات کے وقت وہ تمام رقم واپس کر دی تھی جو انہوں نے اپنے

زمانۂ خلافت میں بیت المال سے وظیفے کی شکل میں وصول کی تھی۔

ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ جن لوگوں نے قوتِ بازو سے کام لیا اور اپنے ہاتھ سے کما کر رزق حاصل کرنے کی جدوجہد کی انہیں اگرچہ کتنے ہی نامساعد اور ناموافق حالات سے گزرنا پڑا لیکن وہ زندگی میں کامیاب رہے اور مشکلات کی منزلوں کو طے کر کے اپنے مقصود کو پا گئے۔

اس کے برعکس جو لوگ ہمت ہار کر بیٹھ گئے، دوسروں پر غلط طور سے اعتماد کیا اور خود آگے بڑھنے کی کوشش نہ کی، وہ ناکام رہے اور معاشرے میں کوئی مقام حاصل نہ کر پائے۔ لوگوں نے ان کو بے کار اور نکمے قرار دیا اور کسی نے ان کو قابلِ التفات نہ گردانا۔

بہتر اور اچھے لوگ وہ ہیں جو دنیا میں محنت اور جدوجہد کرتے ہیں، ناموافق حالات کا مقابلہ کرتے ہیں اور دوسروں کا سہارا تلاش کرنے کی بجائے خود آگے بڑھنے کے لیے کوشاں ہوتے ہیں۔